جناب سید قاسم محمود

علم وادب کی حوصلہ افزائی

جوں جوں جمہوریت زور پکڑتی جا رہی ہے، حکومت کی ذمہ داریوں اور فرائض میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پہلے امن وامان، سرحدوں کی حفاظت، تعلقات خارجہ، اور کرنسی حکومت کے بڑے فرائض تھے۔ علم وادب اور ثقافت وتہذیب سے حکومت کا تعلق تو تھا، مگر ایسا نہیں کہ فرائض ومناصب میں شمار ہو سکتا۔ ان چیزوں کا بلاواسطہ اور بالواسطہ تعلق عوام سے رہا اور بڑی بڑی شخصیتیں ہی ان کی امین ومحافظ سمجھی جاتی تھیں۔ اب علم وادب اور تہذیب وثقافت کی نہ صرف سرپرستی بلکہ ترقی و ترویج کی بھی اولین ذمہ داری حکومت کی خیال کی جاتی ہے۔ چنانچہ دنیا بھر کی تمام جمہوری حکومتیں اپنی اپنی قوموں کی ثقافت اور قومی ادب کے فروغ پر خصوصی توجہ دے رہی ہیں۔

اس باب میں حکومت پاکستان کی ذمہ داری دوچند ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے ایک خاص اصول، ایک خاص نعرے کی بنیاد پر یہ ملک وجود میں آیا ہے۔ اب "اسلام" ہماری انفرادی اور اجتماعی منصوبہ بندی کا محور ومرکز ہے۔ گذشتہ دو صدیوں کے دوران میں انگریزوں نے ہماری ثقافت وتہذیب کو مسخ کرنے اور علم وادب کی قدروں کو بگاڑنے میں تمام ممکن ذرائع استعمال کیے جن میں سے سب سے بڑا حربہ ان کا مخصوص نظام تعلیم تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جو حکومتیں یکے بعد دیگرے قائم ہوئیں وہ علم وادب کی ترویج کی طرف پوری توجہ مبذول نہ کر سکی تھیں لیکن موجودہ حکومت کے دور میں جو ۱۹۵۸ء کے اکتوبر سے شروع ہوتا ہے، اس طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دی گئی۔ تمام ممکن وسائل وذرائع علم وادب کی ترقی اور ثقافت کی ترویج کے لیے استعمال کیے گئے۔ جو اچھے اور مفید ادارے سابقہ حکومتوں نے قائم کیے تھے، ان کی دل کھول کر مدد کی گئی اور ان کا دائرہ کار وسیع کیا گیا۔ مگر ایسے اداروں کی تعداد بہت کم ہے اور بیشتر ادارے موجودہ حکومت کے دور میں قائم ہوئے۔ خود صدر مملکت علم وادب کی ترویج سے ذاتی دلچسپی

لیتے ہیں اور قابل قدر خدمات کے لیے صدارتی انعامات بھی عطا فرماتے ہیں۔ ادیبوں اور مصنفوں کے اداروں اور ان کے لیے گراں قدر انعامات اسی دور میں قائم ہوئے ہیں اور اردو اور بنگلہ کی ترویج کے لیے تعلیم اور اطلاعات کے میدان میں ٹھوس اقدامات کیے گئے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد "اپنی ثقافت" سے کیا مراد ہے، کی قسم کے سوالات دانش ور طبقے میں پیدا ہونے لگے تھے لیکن اس دور میں یہ مسئلہ بھی سلجھ گیا اور اسے سلجھانے میں "چھ ستمبر" کی پاک بھارت جنگ کا بھی بڑا حصہ ہے۔

اس مختصر سے مضمون میں ان تمام علمی، ادبی اور ثقافتی اداروں کا ہلکا سا تعارف کرایا جارہا ہے جو موجودہ حکومت کی مالی و اخلاقی اعانت سے چل رہے ہیں۔ ان میں چند وہ ادارے بھی شامل ہیں جو اگرچہ سابقہ حکومتوں نے قائم کیے تھے لیکن موجودہ حکومت نے ان کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر انھیں برقرار رکھا اور ترقی دی۔ حکومت کی طرف سے مالی امداد پانے والے اداروں کی کُل تعداد ۳۵ ہے۔ یہاں صرف چند خاص خاص اداروں کا تعارف کرایا جارہا ہے۔

مرکزی اردو بورڈ

قومی تعلیمی کمیشن کی رپورٹ میں سفارش کی گئی تھی کہ دونوں قومی زبانوں اردو و بنگلہ کی ترقی کے لیے مرکزی وزارت تعلیم کے تحت اعلیٰ سطح کے دو خود مختار ادارے قائم کیے جائیں۔ اس سفارش کے مطابق صدر مملکت نے ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء کو مرکزی اردو بورڈ قائم کیا۔ بورڈ کے سامنے تین بڑے مقاصد رکھے گئے ہیں:

(۱) اردو کی بنیادوں کو توسیع و ترقی دینا تاکہ لکھنے اور پڑھنے کے اعتبار سے اردو پورے مغربی پاکستان کی زبان بن سکے۔

(۲) اردو کی ان کمیوں کو دور کرنا جو بالخصوص سائنس اور ٹکنالوجی کے دائرے میں پائی جاتی ہیں تاکہ اردو اعلیٰ تعلیم کا ذریعۂ تدریس بن سکے۔

(۳) اردو کی ترقی کے لیے کام کرنے والے اداروں سے رابطہ پیدا کرکے ان کے ساتھ تقسیم کار کے اصول پر اشتراک عمل کرنا۔

بورڈ کا نظم و نسق ایک مجلس انتظامیہ کے سپرد ہے جسے حکومت پاکستان تین سال کے لیے نامزد

کرتی ہے۔ صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں بورڈ کے سرپرست ہیں۔ اس کے یوم قیام سے ۱۹۶۷ء کے اوائل تک ڈاکٹر ایس۔ اے رحمٰن بورڈ کے چیئرمین تھے۔ اب پروفیسر حمید احمد خاں وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اس کے چیئرمین ہیں اور مشہور ادیب اشفاق احمد اس کے ڈائرکٹر ہیں۔ بورڈ نے اردو کی ترقی اور علاقائی زبانوں کے ساتھ اردو کا گہرا ربط اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے پشاور اور حیدرآباد میں دو شاخیں قائم کی ہیں۔

سائنس اور ٹکنالوجی کے ضمن میں سب سے بڑی رکاوٹ اصطلاحات کی سمجھی جاتی رہی ہے جس کی طرف بورڈ نے خصوصی توجہ دی ہے اور اب تک ریاضی، طبیعیات، کیمیا، نباتیات، حیوانیات اور جغرافیہ کی بنیادی اصطلاحات جمع ہو چکی ہیں۔ طبی لغت تیار ہو رہی ہے۔ زرعی اصطلاحات کی تین علیحدہ علیحدہ لغتوں (۱) زرعی عمرانیات (۲) معالجہ حیوانات، اور (۳) ارضیات کے مسودے تیار ہو چکے ہیں۔ سیاسیات کی اصطلاحات کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔ بورڈ کی جانب سے اب تک سائنس کی تقریباً ۳۰ درسی کتابیں چھپ چکی ہیں، جن کے موضوعات کی فہرست طویل ہے: مادے کے خواص، حرارت، روشنی، برق، مقناطیس، کیمیا کی تینوں شاخیں حیاتیات، حیوانیات نباتیات، بنیادی حشریات، عضویات، شماریات، فلکیات، ریاضی اور اس کی تمام شاخیں، جغرافیہ اور ارضیات وغیرہ۔ لکھنے والوں میں ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی، ڈاکٹر قاضی سعید الدین احمد، ڈاکٹر بدر الدین، ڈاکٹر نور احمد خاں، ڈاکٹر مرغوب علی، ڈاکٹر افضال حسین قادری، ڈاکٹر ولی محمد، ڈاکٹر نذیر احمد، ڈاکٹر احسن الاسلام، ڈاکٹر ابوبکر، پروفیسر حمید عسکری، اور علی ناصر زیدی جیسے معروف سائنس دانوں اور مصنفوں کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

بورڈ کی توجہ اور کوشش سے اردو ٹائپ رائٹر کا ایک معیاری کلیدی تختہ معین ہو چکا ہے اور ایک جرمن فرم نے اس نمونے کے مطابق ٹائپ رائٹر بنا بھی دیا ہے جو اکثر دفتروں میں خوبی سے چل رہا ہے۔ یہ ٹائپ رائٹر اردو کے ساتھ ساتھ مغربی پاکستان کی اہم علاقائی زبانوں کی ضروریات کو بھی پورا کر سکتا ہے۔ بورڈ کے زیر اہتمام اردو کی سائنسی کتابوں کی فہرستیں مرتب کی جا رہی ہیں۔ حکومت پاکستان نے بورڈ کو مغربی پاکستان میں آر۔ سی۔ ڈی کے علاقائی ثقافتی ادارے (تہران) کی شاخ کے طور پر کام کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ بورڈ معاہدۂ استنبول کے تحت قائم ہونے والے اس ثقافتی ادار

کی سرگرمیوں اور منصوبوں کو مغربی پاکستان کی ثقافتی زندگی سے روشناس کرانے کے لیے بنائے جائیں گے۔

ترقی اُردو بورڈ

یہ ادارہ بھی اردو زبان کی ترقی و ترویج اور بالخصوص اردو علم وادب کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس کے صدر جناب ممتاز حسن اور شان الحق سکریٹری ہیں۔ بورڈ کے ارکان میں جوش ملیح آبادی، ڈاکٹر سید عبداللہ، سید حسام الدین راشدی، پروفیسر حمید احمد خاں، کرنل مجید ملک، اور ڈاکٹر شہید اللہ جیسے فاضل اہل قلم شامل ہیں۔ بورڈ کا سب سے بڑا کارنامہ زیر تکمیل اردو لغت ہے جو تاریخی اصول پر مرتب کی جا رہی ہے۔ یہ لغت دکھنی دور سے لے کر اب تک اردو زبان کی پوری تاریخ پر حاوی ہوگی۔ اس لغت کے اجزا مسلسل بورڈ کے باتصویر مجلے "اردو نامہ" میں شائع کیے جا رہے ہیں۔ اب تک ۲۶ اجزا چھپ چکے ہیں۔ لغت کے علاوہ بورڈ کی طرف سے اب تک تقریباً بیس کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

پاکستان رائٹرز گلڈ

پاکستان کے مصنفین کی قومی تنظیم پاکستان رائٹرز گلڈ (انجمن مصنفین) ایک ایسا ادارہ ہے جو موجودہ حکومت کے ابتدائی دور ہی میں مصنفین نے قائم کیا تھا اور بعد میں حکومت نے کسی قسم کی شرط کے بغیر اپنی مالی اعانت سے نوازا۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں پاکستان کی تمام زبانوں اور تمام مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کا ایک شاندار اجتماع کراچی میں کوی جسیم الدین کی صدارت میں ہوا۔ اردو کے مشہور ناول نویس مرزا محمد سعید نے کنونشن کا افتتاح کیا۔ ملک کے ہر حصے سے موصول ہونے والی قراردادوں کا تجزیہ ہوا۔ سفارشات سامنے آئیں اور گلڈ کا آئین بنایا گیا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۵۹ء کو بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم کی صدارت میں گلڈ عالم وجود میں آئی۔ اس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:

قومی اتحاد و استحکام، ادبی سرگرمیوں کا فروغ، معذور ادیبوں اور ان کے کنبوں کی مالی اعانت ادیبوں کے حقوق کا تحفظ۔ ادیبوں کی امداد باہمی پر مبنی تحریک کی اعانت۔ رائٹرز کالونی کا قیام مشرقی و مغربی زبانوں میں پاکستانی ادب کے تراجم۔ نیز غیر ملکی ثقافتی و ادبی وفود کو مدعو کرنا،

اور ایسے ہی وفود مرتب کرکے باہر بھیجنا۔ یونیسکو کے پروگرام کی تکمیل میں مدد دینا۔ دوسرے ممالک بالخصوص افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکہ کے ادیبوں سے خصوصی تعاون کرنا بھی اس کے اہم مقاصد ہیں۔ گلڈ کے تقریباً ڈیڑھ ہزار ارکان ہیں۔ اس کے پہلے سکریٹری جنرل اردو کے نامور ادیب قدرت اللہ شہاب تھے۔ اور اب جمیل الدین عالی ہیں۔ پچھلے سال تک گلڈ نے ۲۵۰ سے زیادہ ادبی اجلاس منعقد کیے تھے اور مغربی اور مشرقی پاکستان کے ڈھائی سو سے زیادہ ادیب اور شاعر گلڈ کے زیر اہتمام صوبوں کی ثقافتی و معاشرتی زندگی کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ کاپی رائٹ آرڈیننس ۱۹۶۲ء کی ترتیب و تدوین میں گلڈ نے بڑا حصہ لیا۔ گلڈ نے اپنے کتاب گھر سے ۳۰ سے زائد کتابیں شائع کی ہیں۔ ملتان اور لاہور میں گلڈ ہاؤس قائم کیے ہیں۔ افریشیائی ادیبوں کے کئی وفود گلڈ کے مہمان ہوئے ہیں اور ایسے ہی وفود گلڈ نے روس، چین اور دوسرے ملکوں میں بھیجے۔

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی

یہ اکیڈمی اپنے سامنے یہ اغراض و مقاصد رکھتی ہے:

(۱) قومی زبان اردو کے علمی ذخیرے کو باثروت بنانا۔

(۲) اردو زبان کو ہر پہلو سے ترقی دینا اور اسے دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کی سطح پر لانا۔

(۳) اردو زبان میں تصنیف اور ترجمے کا اہتمام کرنا۔

(۴) اردو زبان میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کے لیے تمام ممکن ذرائع اختیار کرنا۔

ان چاروں مقاصد کا خلاصہ ایک ہی ہے۔ علم و ادب اور اردو میں سائنس کی ترویج۔ چنانچہ یہ نصب العین اکیڈمی اپنے ڈائرکٹر رضی الدین صدیقی اور اپنے جنرل سکریٹری ڈاکٹر سید عبداللہ کی فعال قیادت میں حاصل کرنے میں کوشاں ہے۔ ان کو ۱۵ ارکان کی مجلس انتظامیہ اور ۹ ارکان کی مجلس عاملہ کا عملی تعاون اور علمی مشاورت حاصل ہے۔ یہ دونوں مجلسیں مغربی پاکستان کے ممتاز دانش وروں، اہل قلم اور سائنس دانوں پر مشتمل ہیں۔

اکیڈمی نے مختصر سے عرصے میں اور قلیل سرمائے کے ساتھ بیس سے زائد سائنسی کتب مرتب کروا کے شائع کی ہیں جن کو درسیات میں اہم مقام حاصل ہے۔ اکیڈمی کی شائع کردہ اکثر کتب کو بڑے بڑے انعامات ملے ہیں۔ اڑن مشین، مصنوعی سیارے، اور ایٹم اور ایٹمی توانائی کو خود فیلڈ مارشل

محمد ایوب خاں، صدر مملکت نے انعامات سے نوازا۔ اٹلن مشین پر محکمۂ قومی تعمیر نو نے بھی انعامات دیے، اور پروفیسر حمید عسکری کی تالیف "برق و مقناطیس" پر نیشنل بنک آف پاکستان نے ۱۹۶۵ء میں مصنف کو پہلا انعام دیا۔

مجلس ترقی ادب

مرکزی اردو بورڈ کے اہم سرکاری اور خود مختار اشاعتی ادارے کے بعد ان نیم سرکاری اداروں کا نام آتا ہے جو حکومت کی مالی اعانت سے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہیں۔ ایسے اداروں میں مجلس ترقی ادب کو اہم مقام حاصل ہے۔ یہ اس "مجلس ترجمہ" کی ترقی یافتہ شکل ہے جو مئی ۱۹۵۰ء میں حکومت پنجاب کے محکمۂ تعلیم نے قائم کی تھی۔ آٹھ سال بعد ۱۹۵۸ء میں حکومت مغربی پاکستان نے اس کا نام "مجلسِ ترقی ادب" رکھ دیا۔ اس کے اغراض و مقاصد اور آئین کو نئے سرے سے ترتیب دیا اور نئے ممبر نامزد کر کے اس کا بورڈ بنایا۔ وزیر تعلیم کو اس کا صدر اور جسٹس ایس۔ اے رحمٰن کو نائب صدر مقرر کیا۔ اب ایک سال سے اس کے نائب صدر پروفیسر حمید احمد خاں ہیں اور تنظیم نو کے وقت سے اس کے ڈائرکٹر اردو کے نامور ادیب سید امتیاز علی تاج ہیں۔

مجلس ترقی ادب کے مقاصد میں کلاسیکی ادب شائع کرنے کا مناسب اہتمام، بلند پایہ ادب کی اشاعت، غیر زبانوں کی معیاری کتب کے تراجم کی اشاعت، ہر سال بہترین ادبی مطبوعات کے مصنفین کو انعام دینا، اور رسائل کے بہترین مطبوعہ مضامین اور منظومات پر انعام دینا ہے۔ مجلس کا سب سے وقیع کام اردو کے کلاسیکی ادب کو از سر نو مدون کر کے شائع کرنا ہے۔ مجلس کا اردو زبان پر یہ بہت بڑا احسان ہے، بالخصوص ان حالات کی روشنی میں کہ کوئی دوسرا ادارہ اس طرف مناسب توجہ نہیں کر رہا تھا۔ ہمارے علم و ادب، اور تہذیب و ثقافت کا یہ گراں بہا سرمایہ ایک طرف تو روز بروز نایاب ہوتا چلا جا رہا تھا اور دوسری طرف ہماری نئی پود اس کی روایتوں اور تقاضوں سے ناواقف ہونے کے باعث بعض ایسی راہوں پر چل نکلی تھی جو منزل پر نہ پہنچا سکتی تھیں۔

مجلس ترقی ادب نے ۱۹۶۷ء کے آخر تک ۱۹۱ کتابیں شائع کر لی تھیں۔ مجلس کی طرف

سے ایک سہ ماہی علمی و تحقیقی رسالہ "صحیفہ" بھی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اوسطاً ہر پندرہ دن میں کم از کم ۲۵۰ صفحے شائع ہوتے ہیں۔ مجلس کے کام کو پاکستان کے اہل قلم اور اہل علم حضرات کی طرف سے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

نیشنل بک سنٹر آف پاکستان

یہ بھی موجودہ حکومت کا قائم کردہ ایک ادارہ ہے جو لوگوں کی عادات مطالعہ اور ضروریات کتب کا جائزہ لے کر مصنفین، ناشرین، کتب فروش، اور لائبریرین حضرات کے تعاون سے وہ تمام ذرائع بروئے کار لانے کی سعی کرتا ہے جن سے لوگوں کو اچھی کتابیں وافر تعداد میں اور سستے داموں ملنے کی صورت پیدا ہو سکے۔ اس کے فرائض میں مطالعے کی عادت کو فروغ دینا، کتابوں کی نمائشیں اور میلے ترتیب دینا، مضمون وار فہرستیں شائع کرنا اور کتابوں کے متعلق ہر قسم کی معلومات مہیا اور منتشر کرنا شامل ہے۔ کتابوں کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ ادارہ ناشرین اور آرٹسٹ حضرات کو ہر سال متعدد انعامات بھی تقسیم کرتا ہے۔ یونیسکو کے انعامات کا انتظام و انصرام بھی سنٹر کے سپرد ہے۔ سنٹر کے چیئرمین سیکرٹری تعلیمات قدرت اللہ شہاب اور ڈائرکٹر مشہور ادیب ابن انشا ہیں۔ اس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ ایک شاخ ڈھاکہ اور ایک شاخ لاہور میں ہے۔ ڈھاکہ سے ماہوار رسالہ بوائی (معنی کتاب) بنگلہ میں اور لاہور سے ماہنامہ "کتاب" اردو میں شائع ہوتا ہے۔ کتابی دنیا کے مسائل سے متعلق تحقیقی جائزے اور مختلف موضوعات پر کتابیاتی مجموعے اب تک ۲۶ کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔ نیشنل بک سنٹر کی وضع کے ادارے ایشیا کے ۱۸ ممالک میں قائم ہیں۔ حسن کارکردگی کے اعتبار سے پاکستان کے سنٹر کو سب سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ فروغ کتب کے سلسلے میں اندرون ملک بھی اس کی افادیت و اہمیت کو تسلیم کیا جانے لگا ہے۔

پاکستان کونسل برائے قومی یکجہتی

پاکستان کونسل کم و بیش چار برس پہلے ایک غیر سیاسی ادارے کی حیثیت سے عوام میں بالغ نظری کو فروغ دینے کے لیے قائم کی گئی۔ اس کی شاخیں پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی، حیدرآباد، لاہور، ڈھاکہ اور چٹاگانگ میں قائم ہیں۔ کونسل کا نصب العین "علم وسیلۂ اتحاد"، تصویری شکل میں

"دو چراغ اور ایک لو" کا خاکہ ہے۔ یہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کے نظریۂ قومی اتحاد سے اخذ کیا گیا ہے۔

کونسل کے اغراض و مقاصد یہ ہیں: علم کے ذریعے پاکستانی عوام میں اتحاد پیدا کرنا۔ ملک میں مناسب مقام پر کتب خانوں، تحقیقی مراکز اور دارالمطالعوں کا قیام عمل میں لانا۔ سفری کتب خانوں کے ذریعے دیہات، اسکولوں اور کالجوں کے لیے مناسب کتابوں کی فراہمی۔ مغربی پاکستان میں بنگالی اور مشرقی پاکستان میں اردو زبان کی تعلیم کے انتظامات کرنا۔ اس کے علاوہ دوسری علاقائی زبانوں اور ثقافت کی قومی مفاد کے نقطۂ نظر سے ترویج کرنا۔ پاکستان کی مشترک تہذیبی میراث کو مدنظر رکھتے ہوئے علمی و ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینا، دونوں صوبوں کے مابین تحقیقی و تعلیمی وظیفے اور طلبا، اساتذہ اور قومی لیڈروں کے باہمی تبادلے کا انتظام کرنا۔ دونوں صوبوں کے ثقافتی، تعلیمی اور سائنسی میدانوں کے لوگوں اور دوسرے ہم پیشہ افراد کو قریب لا کر بین الصوبائی تعلقات استوار کرنا۔

ادارۂ ثقافت اسلامیہ

یہ ادارہ ۱۹۵۰ء میں اس غرض سے قائم کیا گیا کہ اسلامی علوم اور تہذیب و تمدن کے مختلف پہلوؤں کا تحقیقی مطالعہ ہو سکے اور حالاتِ حاضرہ کی روشنی میں اسلامی فکر و خیال کو اس طرح پیش کیا جائے کہ قومی زندگی میں اصلاح و ترقی کی بھی پوری گنجائش رہے اور یہ ارتقا عین اسلامی روح کے مطابق ہو۔

ادارۂ ثقافت اسلامیہ کی بنیاد ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے گورنر جنرل غلام محمد مرحوم کے مشورے اور تعاون سے رکھی اور ڈاکٹر صاحب ہی ادارے کے پہلے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے تدبر اور فراست سے ڈاکٹر محمد رفیع الدین، مولانا مظہر الدین صدیقی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی، بشیر احمد ڈار، شاہد حسین رزاقی، خواجہ عباد اللہ اختر، اور مولانا رئیس احمد جعفری جیسے اہل کمال ادارے میں جمع کر لیے۔ ادارے کے بنیادی اغراض و مقاصد کی روشنی میں کتابیں لکھی جانے لگیں اور ساتھ ساتھ شائع ہوتی رہیں۔ ۱۹۵۵ء میں ماہنامہ "ثقافت" وجود میں آیا جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔ ماہنامہ ثقافت اب "المعارف" کی شکل اختیار

کر چکا ہے۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں خلیفہ صاحب کی وفات کے بعد ادارے کی زمامِ ادارت میاں محمد شریف صاحب نے سنبھالی۔ موجودہ ڈائرکٹر مشہور مصنف ڈاکٹر شیخ محمد اکرام ہیں۔ ادارے کی جانب سے انگریزی اور اردو زبان میں انتہائی وقیع اور بلند پایہ کتب شائع ہوئی ہیں جن میں زیادہ تر ادارے کے مصنفین نے قلم بند کی ہیں۔ اب تک ۸۸ مجلس انگریزی کتب اور ایک سو سے زائد اردو کتب شائع ہو چکی ہیں۔

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی

یہ ادارہ تاریخ اسلام اور تاریخ ہند اور پاکستان پر تحقیقی کام کرنے کی غرض سے ۱۹۵۲ء میں اس وقت کے وزیر تعلیم فضل الرحمٰن کے زیر صدارت قائم ہوا۔ ڈاکٹر سید معین الحق پہلے جنرل سکرٹری منتخب ہوئے۔ اس وقت سے اب تک ہر تین سال کے بعد انتخاب ہوتے رہے ہیں۔ آخری انتخاب اپریل ۱۹۶۶ء میں ہوا جس کی رو سے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صدر، جناب ایم۔ بی احمد سی۔ ایس۔ پی نائب صدر، حکیم محمد سعید دہلوی نائب صدر، اور ڈاکٹر سید معین الحق جنرل سکرٹری منتخب ہوئے۔ مجلس عاملہ گیارہ اکابر علما و فضلا اور مؤرخین پر مشتمل ہے۔

اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے سوسائٹی نے "ہسٹری کانفرنس" کا سلسلہ شروع کیا۔ اب تک سولہ کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں۔ ان اجلاسوں میں پاکستانی اور غیر ملکی ممتاز پروفیسروں نے جو مقالات پیش کیے، ان میں سے منتخب مقالوں کی آٹھ جلدیں شائع کی جا چکی ہیں۔ کانفرنسوں اور لیکچروں کے علاوہ سوسائٹی اپنا ایک سہ ماہی رسالہ "جرنل آف دی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی" کے نام سے شائع کرتی ہے جس میں بین الاقوامی شہرت رکھنے والے فضلا کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ سوسائٹی کی مطبوعات زیادہ تر انگریزی میں ہیں تاکہ ہماری تاریخ سے اور خاص طور سے تاریخی مسائل اور تصورات میں ہمارے نقطۂ نظر سے دوسری اقوام بھی واقف ہوں۔ "ہسٹری آف فریڈم موومنٹ" اور "شارٹ ہسٹری آف پاکستان" سوسائٹی کی معروف مطبوعات ہیں۔

کونسل برائے سائنسی و صنعتی تحقیقات

حکومت پاکستان نے یہ ادارہ "پاکستان کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ" کے تحت یونیسکو کے تعاون سے قائم کیا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے تمام سائنٹفک

اور ٹیکنیکل کام کرنے والوں کو اپنے اپنے موضوع پر دنیا بھر کے لٹریچر سے روشناس کرایا جا۔ اس ادارہ کو پینس ڈاک (Pansdoc) کہتے ہیں جو مخفف ہے Pakistan National Scientific & Technical Documentation Centre کا۔ یہ ادارہ تمام سرکاری وغیر سرکاری، یونیورسٹیوں، صنعتوں اور کارخانوں میں ہر نوعیت کا سائنٹفک اور ٹیکنیکل کام کرنے والوں کو ضروری معلومات مہیا کرتا ہے اور طبیعی علوم، انجینئری، زراعت، طب وغیرہ کے کسی خاص موضوع کے متعلق تمام مطبوعہ لٹریچر کے حوالہ جات کی فہرستیں ضرورت مندوں کو فراہم کر دی جاتی ہیں۔ غیر ملکی زبانوں کے تراجم اور مائیکرو فلم، انتہائی ارزاں نرخوں پر، فراہم کرنے کا بھی بندوبست ہے۔

تعلیمی کانفرنس

سرسید اور ان کے رفقا کی تعلیمی اور اصلاحی تحریک کی بنیاد صالح ادب کی تدوین واشاعت پر رکھی گئی تھی۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ کام ایجوکیشنل کانفرنس نے کیا جسے خود سرسید نے ۱۸۸۶ء میں قائم کیا تھا۔ برصغیر میں اس کی ساٹھ سالہ خدمات سے سب واقف ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۱ء میں اس ادارے کا احیا کراچی میں ہوا۔ یہاں "سرسید گرلز کالج" قائم کرنے کے علاوہ ایک "اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ" بھی قائم کی گئی ہے جس کی طرف سے سہ ماہی مجلّہ "العلم" اور علمی و تعلیمی کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔ اب تک ساٹھ سے زیادہ کتب شائع ہو چکی ہیں۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز

اس ادارے کی عمر لگ بھگ وہی ہے جو پاکستان کی۔ اس کا افتتاح پاکستان کے پہلے وزیراعظم جناب لیاقت علی خاں نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو کیا اور اس کی اہمیت اپنے الفاظ میں یوں بیان کی: "اس کا قیام ہماری جانب سے اعتراف ہے اس امر کا کہ بین الاقوامی امور و تعلقات ہماری قوم کی زندگی پر کتنا گہرا اثر ڈالتے ہیں اور یہ کہ ان کا مطالعہ ہمارے لیے کتنا اہم اور ناگزیر ہے۔" چنانچہ اس ادارے کا بنیادی مقصد بین الاقوامی امور کا سائنٹیفک مطالعہ ہے۔ ادارے کے ارکان بین الاقوامی سیاست، قانون اور معاشیات کی تحقیق میں مصروف ہیں۔

اب تک سولہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں پاکستان کے تعلقات خارجہ سے متعلق دستاویزات نہایت اہم ہیں۔ "پاکستان کا تاریخی پس منظر" (۷۱۲ء تا ۱۹۴۷ء) بھی ایک اہم اور قابلِ ذکر حوالہ جاتی کتاب ہے جو ڈاکٹر کے۔ کے عزیز نے مرتب کی ہے۔

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی

یہ ادارہ ۱۹۶۰ء میں دستور پاکستان کی ایک دفعہ کے تحت وجود میں آیا۔ خود صدر مملکت اس کے سرپرست ہیں۔ اس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:

اسلام کی بنیادی تعلیمات کو عقلی اور آزادانہ فکری پیرائے میں پیش کرنا۔ اسلام نے انسانی اخوت، رواداری اور معاشرتی انصاف کے جو بنیادی اصول بتائے ہیں ان پر خاص زور دینا، اسلام کی تعلیمات کی ایسی تعبیر کرنا کہ جدید زمانے کی عقلی اور سائنسی ترقی کے پس منظر میں اسلام کا تخلیقی اور فعال کردار واضح ہو سکے۔ انسانی فکر، سائنس اور ثقافت کی ترقی میں اسلام نے جو کچھ کیا ہے، اس کی اس طرح تحقیق کرنا کہ مسلمان ان علوم و فنون میں ممتاز جگہ لے سکیں۔ اسلامی تاریخ، فلسفہ، قانون، فقہ، اور اصولِ فقہ میں خصوصی تحقیقات کا انتظام کرنا۔ یہ ادارہ کئی قابلِ قدر کتابیں شائع کر چکا ہے۔ اور ایک علمی و اسلامی ماہنامہ "فکر و نظر" بھی شائع کیا جاتا ہے۔

اقبال اکیڈمی

مفکر اسلام، شاعر مشرق اور تصور پاکستان کے خالق علامہ اقبال مرحوم کی زندگی اور افکار و تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لیے موجودہ حکومت نے گراں قدر مالی امداد سے ان تمام اداروں کو نوازا ہے جو اقبالیات پر کام کر رہے ہیں۔ ان میں اقبال اکیڈمی، کراچی اور بزم اقبال لاہور سر فہرست ہیں۔ اقبال اکیڈمی جناب ممتاز حسن صاحب کی سربراہی میں تحقیقی اور فکر افروز کتابیں شائع کر رہی ہیں۔ اس کے موجودہ ڈائرکٹر اقبال کے شیدائی اور فلسفی بشیر احمد ڈار ہیں۔ علامہ اقبال کی تصانیف اور تعلیمات کو پاکستان کی مختلف زبانوں بنگالی، سندھی، پشتو اور گجراتی اور نیز فارسی و عربی میں ترجمہ کرایا گیا ہے۔ غیر ملکی قارئین کے لیے انگریزی میں بھی کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ "پیام مشرق" اور "بال جبریل" کے، ڈاکٹر شمل کے جرمن ترجمے بھی دیدہ زیبی سے چھاپے گئے ہیں۔ اکیڈمی کی جانب سے اقبالیات پر ایک خالص علمی و تحقیقی رسالہ "اقبال ریویو" باقاعدگی سے اردو

اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

یہ اکیڈمی حکومت نے اس زرعی اراضی کے وقف پر قائم کی ہے جو ضلع ٹھٹھہ میں ایک بزرگ شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لیے چھوڑ گئے تھے۔ اس اکیڈمی سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ شاہ صاحب کے افکار کو ایک تحریک کی صورت میں فروغ پانے کے مواقع میسر آ گئے۔ اکیڈمی سے ایک ماہنامہ "الرحیم" بھی جاری کیا گیا ہے جو شاہ صاحب اور ان کے خانوادۂ علمی کے افکار و تعلیمات کی اشاعت کے لیے وقف ہے۔

انجمن ترقی اردو

اس عظیم الشان ادارے کی ساٹھ سالہ کارگزاری کو چند سطور میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ مختصراً اس کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (ا) جب انجمن خاموشی سے کام کرتی رہی (۱۹۰۳ء تا ۱۹۳۵ء) (ب) جب انجمن کو میدان کارزار میں آنا پڑا (۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۷ء) (ج) جب انجمن مملکت خداداد میں آئی (۱۹۴۷ء تا حال)۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کو پاکستان میں اس انجمن کے کام کو جمانے میں بہت محنت کرنا پڑی اور کام چل بھی نکلا۔ لیکن بعض اسباب کی وجہ سے ۱۹۵۸ء تک ایسے افسوسناک حالات پیدا ہو گئے کہ انجمن ایک بے جان ادارہ بن کر رہ گئی۔ آخر کار بابائے اردو کی استدعا پر صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے جو انجمن کی اہمیت و افادیت سے پوری طرح واقف ہیں مارشل لا کا ضابطہ نمبر ۱۲ جاری کیا جس کی رو سے انجمن کی مجلس نظما توڑ دی گئی اور انجمن کو ناظم مارشل لا کی نگرانی میں دے دیا گیا، اور صدر محترم نے ایک نئی مجلس انتظامیہ بھی نامزد کر دی جس نے انجمن کا نیا دستور مرتب کیا۔ اس دستور کے تحت صدر مملکت نے اختر حسین صاحب (ہلال پاکستان) اور جمیل الدین عالی صاحب کو انجمن کا صدر اور معتمد نامزد کیا۔ مجلس انتظامیہ کے باقی موجودہ ارکان میں جسٹس ایس اے رحمٰن، جسٹس ایس۔ ایم مرشد، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، راجہ محمود آباد، ممتاز حسن صاحب، پیر حسام الدین راشدی، مولانا عبدالقادر اور ڈاکٹر سید عبداللہ جیسے اہل کمال شامل ہیں۔ انجمن کی تنظیم نو کے بعد انجمن کے شعبوں میں اصلاحی اقدامات کیے گئے ہیں۔ رسالہ "اردو" باقاعدگی اور دیدہ زیبی کے ساتھ

شائع ہو رہا ہے۔ نئی نئی مطبوعات چھپ رہی ہیں اور پرانی مطبوعات کے زیادہ بہتر اور جامع ایڈیشن شائع ہو رہے ہیں۔ انجمن کے "اردو کالج" میں طلبا و طالبات کی تعداد روز افزوں ہے۔ اور کراچی ہی میں نہیں پورے مغربی پاکستان کے غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں اس کالج کا نام اور کام اور مقام بہت اونچا ہے۔ اردو کالج کو ایک اقامتی ادارہ بنانے کے لیے ایک کھلی اور پُرفضا جگہ پر ۲۵ ایکڑ اراضی حاصل کر لی گئی ہے جس پر کالج کی عمارت تیزی سے بن رہی ہے۔ اس عمارت کا سنگ بنیاد خود صدر مملکت نے رکھا۔

بنگالی زبان کے ادارے

موجودہ حکومت نے پاکستان کی دوسری قومی زبان بنگالی کی ترقی و ترویج پر جتنی توجہ دی ہے اتنی توجہ کئی صدیوں سے اس زبان پر نہ دی گئی تھی۔ حکومت کی اس دلچسپی سے گویا بنگلہ ادب میں ایک نئے اور شاندار باب کا اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان میں جتنے بھی بڑے بڑے انعامات قائم ہوئے ہیں ان میں بنگالی زبان کے ادیبوں کا برابر کا حصہ ہے۔ علاوہ ازیں صدر مملکت کی سرپرستی میں ایک اعلیٰ اختیارات کا ادارہ "مرکزی بنگالی بورڈ" بنگالی زبان کے مشہور اہل قلم ڈاکٹر انعام الحق صاحب کے زیر صدارت کام کر رہا ہے، جسے بنگالی کے دوسرے تمام محققوں اور انشا پردازوں کا خصوصی تعاون حاصل ہے۔ "بنگالی اکیڈمی" الگ قائم ہے جو زبان و ادب کی گراں قدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ نیشنل بک سنٹر آف پاکستان کی ڈھاکہ برانچ بنگالی کتابوں کی ترویج و فروغ کے لیے کام کر رہی ہے۔ سنٹر کی جانب سے بنگالی زبان میں ایک ماہوار رسالہ "بوائی" (یعنی کتاب) بھی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے جس میں تمام ادبی ترقیوں اور سرگرمیوں کا ماہ بہ ماہ جائزہ لیا جاتا ہے۔

اکیڈمی = سندھی کیلئے بورڈ (کیوں؟)

علاقائی زبانوں کے ادارے

موجودہ حکومت نے پاکستان کی دوسری علاقائی زبانوں کی ترویج و ترقی پر بھی خصوصی توجہ دی ہے اور ان کے کلاسیکی ادب کے تحفظ کے لیے کئی ادارے حکومت کی مالی امداد سے کام کر رہے ہیں۔ پشتو زبان کے لیے پشتو اکیڈمی، سندھی زبان کے لیے سندھی ادبی بورڈ، بلوچی زبان کے لیے بلوچی اکیڈمی، پنجابی زبان کے لیے پنجابی ادبی اکیڈمی، اور پنجابی ادبی لیگ

قائم کی گئی ہیں جو اپنے اپنے دائرے میں خوش اسلوبی سے کام کر رہی ہیں۔ ان اداروں نے اپنی اپنی زبانوں کی نہ صرف کلاسیکی کتابیں از سر نو شائع کی ہیں بلکہ نئے موضوعات پر نئی کتابیں تالیف کرائی ہیں۔ کتابوں کے علاوہ ماہوار اور سہ ماہی رسالے بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ علاقائی ثقافتوں کی ترویج کے لیے بھی ادارے قائم کیے گئے ہیں مثلاً سرائیکی زبان و ثقافت کے لیے ملتان میں بزم ثقافت اور غیور پٹھانوں کی تہذیب و ثقافت اور فنون لطیفہ کے لیے پشاور میں اباسین آرٹس سوسائٹی۔

انعامات

علم وادب کی حوصلہ افزائی کے لیے بڑے بڑے انعامات قائم کیے گئے ہیں۔ اور بیشتر انعام موجودہ حکومت کے دور میں یعنی ۱۹۵۸ء کے بعد قائم ہوئے ہیں۔ اس حکومت کو علم وادب کے فروغ اور ادیبوں کی فلاح و بہبود سے جو گہری دلچسپی ہے یہ انعامات اس کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ ان میں سب سے اہم انعام وہ ہے جو خود صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ممتاز خدمات (پرائڈ آف پرفارمنس) کے لیے قائم کر رکھا ہے۔ یہ انعام جو صدر مملکت نے انقلابی دور کے آغاز ہی میں ۱۹۵۸ء میں قائم کر دیا تھا، علم وادب میں ممتاز خدمات سر انجام دینے پر ہر سال دیا جاتا ہے اور اس کا اعلان ۱۴ اگست کو یوم استقلال کے موقع پر کیا جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ ترین قومی اعزاز ہے جس کی تمنا کسی مصنف کو ہو سکتی ہے۔ یہ انعام کسی خاص کتاب پر نہیں بلکہ مصنف کے زندگی بھر کے کام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس خدمت کے صلے میں دیا جاتا ہے جو اس نے اردو یا بنگلہ زبان کے قومی ادب کا دامن مالا مال کرنے کے لیے کیا ہو۔ اس کے لیے نہ تو کوئی مقابلہ ہوتا ہے نہ کتابیں یا تحقیقی مقالے طلب کیے جاتے ہیں۔ یہ انعام صدر مملکت بہ نفس نفیس عطا کرتے ہیں۔ انعام کی رقم کم و بیش ہوتی رہتی ہے، لیکن کسی صورت میں پانچ ہزار روپے سے کم نہیں ہوتی۔ صدارتی انعام اردو کے ان مشاہیر ادبا کو اب تک مل چکا ہے: ابو الاثر حفیظ جالندھری، بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبد الحق مرحوم، ڈاکٹر سید عبد اللہ، صوفی تبسم، شاہد احمد دہلوی، مولانا صلاح الدین احمد مرحوم، سید امتیاز علی تاج، سید رئیس احمد جعفری، ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی، اور احمد ندیم قاسمی۔

”صدارتی انعام“ کے علاوہ علم وادب کی ترویج کے لیے اور بھی کئی بڑے بڑے انعامات

موجودہ دورِ حکومت میں قائم ہوئے ہیں۔ پاکستان میں اچھے معیاری ادب کی، اور اچھا معیاری ادب پیدا کرنے والوں کی کمی نہیں۔ مصنف اور ناشر مل جل کر اعلیٰ سے اعلیٰ کتاب پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ادب کی تخلیق بجائے خود ایک انعام ہے۔ تاہم ترغیبات کے طور پر جو انعام ہمارے ہاں دیے جانے لگے ہیں، وہ ہمارے لیے باعث فخر ہیں۔ ایسے انعامات درج ذیل ہیں جو اردو اور بنگلہ ادیبوں کو دیے جاتے ہیں:

آدم جی ادبی انعام	(قائم شدہ ۱۹۶۰ء)	بیس ہزار روپے
داؤد ادبی انعام	(۱۹۶۳ء)	پچیس ہزار روپے
نیشنل بنک ادبی انعام	(۱۹۶۴ء)	پچیس ہزار روپے
یونائیٹڈ بنک ادبی انعام	(۱۹۶۷ء)	بیس ہزار روپے
گلڈ انعامات برائے علاقائی ادب	(۱۹۶۱ء)	چار ہزار روپے
چھ ستمبر کا ادبی انعام	(۱۹۶۷ء)	پانچ ہزار روپے
قومی کتاب مرکز پاکستان کے انعامات	(۱۹۶۲ء)	آٹھ ہزار روپے

قومی کتاب مرکز کے انعامات ملک میں طباعت و اشاعت کتب کے بہتر معیار قائم کرنے کی غرض سے ناشروں، آرٹسٹوں اور مصوروں کو کتاب کی دیدہ زیبی، ترتیب، ڈیزائن، طباعت، تصویروں اور نقشوں اور ٹائپ یا خط کی دلآویزی اور دلکشی کے صلے میں دیے جاتے ہیں۔ حکومت پاکستان نے یونیسکو کے تعاون سے دو انعامات اور قائم کر رکھے ہیں۔ ایک انعام نوخواندگان کے لیے تیار کردہ کتابوں پر ہے اور چار چار سو ڈالر کے چھ انعام، تین اردو کتابوں پر، اور تین بنگلہ کتابوں پر، دو سال میں ایک ایک بار دیے جاتے ہیں۔ چار چار سو ڈالر کے چار انعام بچوں کے لیے معینہ موضوعات پر لکھے ہوئے مسودوں پر بھی دیے جاتے ہیں۔

مذکورۂ بالا اداروں کے اس مختصر اور سرسری تعارف سے بھی اس امر کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے تعمیری انقلاب کے بعد گزشتہ دس سال کے دوران میں ملک و قوم نے جہاں زندگی کے دوسرے تمام شعبوں میں نمایاں ترقی کی ہے وہاں علم و ادب کے فروغ تہذیب و ثقافت کی ترقی اور علمی روایات و اقدار کے تحفظ پر بھی پوری توجہ کی گئی ہے علم و ادب اور ثقافت کی یہ سرپرستی اور حوصلہ افزائی ان قابل قدر کوششوں کا بین ثبوت ہیں جو ملک و قوم کی ہمہ جہتی فلاح و ترقی کے لیے کی جا رہی ہیں۔